

آخر درست کیا ہے؟

کیا علماء

نے دین کو مشکل بنایا ہے؟



(قسط 02)

کیا علماء نے دین کو مشکل بنایا ہے؟

(قسط: 02)



مفتی محمد قاسم عطارى*

سے بیزار ہیں لیکن چونکہ دین اور اسلام کے بارے میں اس بیزاری کا اظہار ایک اسلامی ملک یا مسلمانوں میں ممکن نہیں تو بنی اسرائیل کے ہفتے کے دن مچھلی پکڑنے والے حیلہ سازوں کی پیروی کرتے ہوئے حیلے کے طور پر علماء کا نام استعمال کر لیتے ہیں۔ یوں اصل ہدف تو اسلام ہی ہوتا ہے لیکن کچھ چھپن چھپائی کے طور پر ”مولوی“ کا نام بول دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے اس جملے ”دین تو بڑا آسان تھا لیکن علماء نے دین مشکل بنادیا۔“ کا کچھ تجربہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے دو سوال ہیں: ایک یہ کہ ذرا تفصیل سے بتائیں کہ علماء نے دین کو کیسے مشکل کیا ہے اور دین کی کون کون سی چیز کو مشکل کیا ہے؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم آپ کے سامنے احکام کی ایک فہرست رکھتے ہیں، جن میں کئی وہ چیزیں ہیں جنہیں یہ لوگ مشکل سمجھتے ہیں، ان کے متعلق بتادیں کہ وہ کون سے کام ہیں جو قرآن و حدیث میں نہیں ہیں لیکن علماء نے مشکل بنا کر نافذ کئے ہوئے ہیں؟

تمہید کے طور پر عرض ہے کہ اسلام صرف کلمہ پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام عقائد، اخلاقیات، معاملات، حلال و حرام اور آداب زندگی وغیرہ جیسے بہت سے شعبوں کے متعلق

بعض اوقات کچھ لوگ یہ جملہ بولتے ہیں کہ دین تو بڑا آسان تھا لیکن علماء نے دین مشکل بنادیا۔ اس میں کس حد تک صداقت ہے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ جملہ بولنے والے دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو کسی سے سن کر بے سوچے سمجھے بول دیتے یا کسی کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ ایسوں کے کہنے کا تو کوئی اعتبار ہی نہیں ہے کیونکہ ان کی اپنی کوئی سوچ ہوتی ہی نہیں۔ اسی لئے کسی دوسری محفل میں کوئی کہہ دے کہ مَاشَاءَ اللہ علماء نے کتنا دین کا کام کیا ہے اور ہمارے لئے کتابیں لکھ کر کتنی آسانی کر دی ہے تو یہ اس کی بھی ہاں میں ہاں ملا دیں گے۔ اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے کیونکہ اخبار، ٹی وی، سوشل میڈیا وغیرہ پر ایک ایک چیز پر سوسو قسم کے خیالات پڑھ، سُن کر قوم کی اکثریت ویسے ہی کنفیوز ہو چکی ہے اور انہیں یہی سمجھ نہیں آتا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ بلکہ بعض اوقات تو یہی سمجھ نہیں آتا کہ میری اپنی سوچ کیا ہے؟ ایسے کنفیوز ڈماغ کے کہنے کا کیا اعتبار؟

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو وسوسے ڈالنے کا کارِ شیطانی سرانجام دینے کی ذمہ داری پر فائز ہیں اور دوسروں کے ایجنڈے پر یا خود اپنی ہی مسخ شدہ سوچ کی وجہ سے حقیقت میں دین ہی

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

جلد ۱۴، نمبر ۱۴، ۱۴۴۱ھ

تفصیلی ہدایات کا مجموعہ ہے۔

عقائد تو ویسے ہی قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہوتے ہیں، مثلاً: مقبول دین صرف اسلام ہے، اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین قیامت میں قبول نہیں کیا جائے گا، حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے بعد صرف ان ہی کی پیروی میں نجات ہے، موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام بھی ہوتے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی پیروی کرتے، کفر پر مرنے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ یہ عقائد علماء نے نہیں بنائے بلکہ قرآن و حدیث میں صاف الفاظ میں لکھے ہیں۔ اگر یہ مشکل لگتے ہیں تو معترضوں کا اصل اعتراض کس پر ہوگا؟ ایسے ہی کچھ آزاد خیالوں اور تن پرستوں کی طبع نازک پر عذابِ الہی کا تذکرہ گراں گزرتا ہے بلکہ کئی کالم نویس اس کا مذاق اڑاتے اور کہتے ہیں کہ مولوی ڈراتے بہت ہیں تو عرض یہ ہے کہ جہنم کے شدید عذاب، اس کی تفصیلات اور خدا کے غضب کا بیان تو قرآن میں جگہ جگہ ہے اور احادیث میں اس سے بھی زیادہ۔ تو ذرا بتائیے کہ آپ کو اصل شکایت کس سے ہے؟

عبادات میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد، تلاوت، ذکر اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ پانچ نمازیں اپنے وقت میں پڑھنا فرض ہیں، گرمی، سردی، دُھوپ، برف، بیماری، پریشانی، شادی، غمی کسی حالت میں معاف نہیں۔ سردیوں کی فجر اور گرمیوں کی ظہر پڑھنی ہی پڑے گی۔ اس کے علاوہ نرم و نازک بستروں کو چھوڑنے، نیند کو قربان کرنے، راتوں کو جاگنے، قیام کرنے، عبادت میں رہنے، سجدے کرنے، بارگاہِ الہی میں رونے، دعائیں مانگنے، نوافل و تہجد پڑھنے کا ذکر بھی قرآن ہی میں ہے، کسی مولوی نے اپنی طرف سے بیان نہیں کیا۔

ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور اگر اٹھارہ گھنٹے کا روزہ ہو تو بھی گرمیوں کے طویل روزے بہر صورت رکھنے ہی ہوں گے۔ بالغ ہو جانے والے لڑکے لڑکیاں خواہ بارہ سال ہی کے کیوں نہ ہوں نیز عورتیں، بوڑھے سب روزہ رکھیں گے

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

جلد ۱۴، نمبر ۱۴

سوائے اس کے کہ طاقت نہ ہو۔ یہ احکام بھی قرآن ہی میں ہیں اور پیر، جمعرات، ذوالحجہ کے پہلے نودن، محرم کے دودن، رجب شعبان کے دو مہینے، پیر اور جمعرات اور ہر قمری مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخوں کے روزے سنت یا مستحب ہونا احادیث میں آیا ہے، کسی مولوی نے نہیں بنایا۔

یونہی اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینی فرض ہے یعنی ایک کروڑ روپے ہیں تو اڑھائی لاکھ روپے زکوٰۃ میں دینا ہی ہوں گے۔ اس کے علاوہ ماں باپ اور رشتے داروں کی خدمت، یونہی غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور قیدیوں وغیرہ کی مدد کرنے کا حکم بھی قرآن ہی میں لکھا ہے، یونہی مسجدیں بنانے میں اور علم دین سیکھنے، سکھانے میں مشغولیت کی وجہ سے کمائی نہ کر سکنے اور کاروبار وغیرہ سے رُک جانے والے علماء و مبلغین اور مدرسین پر خرچ کرنے کا حکم بھی قرآن ہی میں ہے اور اگر یہاں کوئی شک و شبہ کُلْبَلائے تو سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۳ میں اِحْصَارِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ کے الفاظ و معانی و تفسیر سمجھ لیجئے۔ اور دیگر تبلیغ دین کے کاموں میں خرچ کرنے کا حکم و ترغیب بھی قرآن ہی میں ہے جسے اِنْفَاقِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے کے وسیع اور جامع لفظ سے بیان کیا ہے۔

حج کو دیکھ لیں کہ گرمی سردی ہو یا پچھلے زمانے میں اونٹ اور آج کل ہوائی و بحری جہاز سے جانا پڑے، فرض ہونے پر جانا ہی ہو گا۔ روٹین کے سلسلے کپڑے اتار کر احرام کی دو چادریں پہننا، بے پناہ رش میں طواف و سعی کرنا، منیٰ و عرفات و مزدلفہ میں تنگی تکلیف اٹھانا، کنکریاں مارنے میں دھکے کھانا، حرم آنے جانے میں مشکلات برداشت کرنا، یہ سب کرنا ہی ہو گا اور یہاں بھی اطلاعا عرض ہے کہ یہ حج مولویوں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کیا ہے اور آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

بقیہ تفصیل اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اگلے مضمون میں۔